Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 04, **Issue** 04, October - December 2025, **PP**: 110-119
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

نزولِ قرآن اور کریگ کونسڈائن کے افکار

The Revelation of the Qur'ān and the Thoughts of Craig Considine

1. Riffat Faheem faheem.riffat786@gmail.com	*Ph. D Scholar, Institute of Arabic and Islamic Studies, Government College Women University, Sialkot.*
2. Dr. Noreen Butt noreenbutt987123@gmail.com	*Assistant Professor, Institute of Arabic and Islamic Studies, Government College Women University, Sialkot.*

How to Cite:	Riffat Faheem and Dr. Noreen Butt. 2025: "The Revelation of the Qur'ān and the Thoughts of Craig Considine". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 4 (04): 110-119.
Article History:	**Received**: 01-12-2025 / **Accepted**: 27-12-2025 / **Published**: 31-12-2025

Copyright:	**©The Authors**
Licensing:	This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

نزولِ قرآن اور کریگ کونسڈائن کے افکار

The Revelation of the Qur’ān and the Thoughts of Craig Considine

1. **Riffat Faheem**
Ph. D Scholar,
Institute of Arabic and Islamic Studies, Government College Women University, Sialkot.
faheem.riffat786@gmail.com

2. **Dr. Noreen Butt**
Assistant Professor,
Institute of Arabic and Islamic Studies, Government College Women University, Sialkot.
noreenbutt987123@gmail.com

Abstract

The revelation of the Qurʾān (waḥy) constitutes the foundational source of Islamic belief, law, and worldview, and occupies a central position in Muslim theological and intellectual tradition. In contemporary Western scholarship, the Qurʾān and its revelatory nature have been approached from diverse perspectives, including sociological, ethical, and interfaith frameworks. Among these contemporary voices is Craig Considine, a Christian sociologist whose writings focus on Christian–Muslim relations, religious pluralism, and the ethical dimensions of Islamic teachings. This study critically examines the concept of Qurʾānic revelation in light of Craig Considine’s interpretations and reflections. It explores how Considine engages with the Qurʾān primarily as a moral and humanistic text aimed at fostering interreligious understanding, rather than as a divinely revealed scripture defined by classical Islamic doctrines of waḥy. By comparing his sociological and inclusive readings with the traditional Islamic understanding of Qurʾānic revelation as preserved in the sciences of the Qurʾān (ʿUlūm al-Qurʾān) and classical tafsīr, the article highlights points of convergence and divergence between the two approaches. The study argues that while Considine’s perspective contributes positively to interfaith dialogue and counters Islamophobic narratives, it remains limited in addressing the theological depth and epistemological framework of Qurʾānic revelation as understood within Islamic scholarship. The article thus seeks to situate Considine’s thoughts within broader contemporary discourse and assess their relevance and limitations from an Islamic academic standpoint.

Keywords: *Qurʾānic Revelation, Islamic Belief, Craig Considine, Tafsīr, Islamic Doctrines.*

تمہید

قرآن مجید اپنی جامعیت، بلاغتِ کلام، نادر اسالیب اور محاسنِ علمیہ کے باعث ایک معجزہ ہے۔ آیات انتہائی سادہ مگر دل نشین، الفاظ کی فصاحت کے ساتھ مفہوم کی گہرائی و گیرائی، نظمِ کلام اور نثر میں شعر سی چاشنی اور اہلِ عرب کا لاجواب ہونا اس کے کلام اللہ ہونے کا ثبوت ہے۔ یہ ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے اور انسان کے تمام پیش آمدہ سیاسی، معاشرتی، اقتصادی اور اخلاقی نوعیت کے مسائل و معاملات کے حل کی بابت جامع رہنمائی فرماتا ہے جس میں خود قرآن کے مطابق کوئی شک وشبہ کی گنجائش موجود نہیں ہے۔ اللہ بزرگ وبرتر نے قرآن کو وحی کی صورت میں محمد عربی ﷺ کے قلبِ اطہر پر نازل فرمایا قران مجید چودہ سو سال سے زائد عرصہ

گزر جانے کے باوجود اپنی اصل حالت میں موجود ہے، مزید برآں دنیا کی کوئی بھی کتاب کسی شخص کو یوں حرف بہ حرف یاد نہیں ہو سکتی جیسا کہ قرآن حفاظِ قرآن کے سینوں کی زینت بنتا ہے۔ قرآن کا ایک اعجاز اس کی قوت تاثیر ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَه خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ[1]

اگر ہم نے یہ قران کسی پہاڑ پر اتار دیا ہوتا تو تم دیکھتے کہ وہ خشیتِ الٰہی سے دبا جارہا ہے اور پھٹا پڑتا ہے۔ یہ مثالیں ہم لوگوں کے سامنے اس لیے بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی حالت پر غور کریں۔

علّامہ قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اگر پہاڑوں کو عقل دی جاتی اور پھر اس قرآن کے ذریعے سے ان سے خطاب کیا جاتا تو پہاڑ قرآنی مواعظ کے سامنے جھک جاتے اور اپنی سختی و مضبوطی کے باوجود انہیں ہم خوف خدا سے پھٹا ہوا دیکھتے۔ قرآن عربی زبان کا لازوال اور لاثانی نمونہ ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے عرب جیسی فصیح و بلیغ قوم بھی عاجز رہی۔ قرآن مضامین کے انتخاب ان کے نظم و ترتیب اور اجمال و تفصیل کا وہ شاہکار ہے کہ اہل عرب اس کا جواب دینے سے قاصر رہے۔ قران کے مخاطب تمام انسانی طبقات ہیں عام آدمی سے لے کر علماء اور محققین سب اس کے بحر فیض سے اپنی بساط کے مطابق سیر اب ہوتے ہیں۔ اگرچہ قرآن اعلیٰ ادیبانہ انداز کا حامل ہے لیکن اس کا استدلالی اسلوب سادہ اور اور مشاہداتی دلائل پر مشتمل ہے کبھی سابقہ اقوام کے احوال بیان کر کے انسان کو ایک بچے کی طرح مثالوں سے احکام کی وضاحت کی جاتی ہے تو کہیں مظاہر فطرت کی طرف اشارہ کر کے وہ حقائق بیان فرمائے ہیں جو آسانی کے ساتھ ایک ادنیٰ ذہنی معیار کے حامل فرد کے لیے قابل فہم ہو سکے۔ ان رازوں کو بیان کر دیا جن کی تحقیق کے لیے سالوں محنت و مشقت کرنے کے باوجود محققین قرآن کو ہی سچا کہنے پر مجبور ہوئے۔ انسانی فطرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کبھی انعامات کا تذکرہ فرمایا تو کبھی دوزخ کی آگ اور عذاب الٰہی سے تنبیہ کا اسلوب اختیار کیا گیا۔ قرآن تاریخ کی کتاب نہ ہو کر بھی تاریخ کا مستند ترین ماخذ ہے۔ سیاست اور قانون کی کتاب نہیں ہے لیکن دنیا پر راج کرنے اور جہاں بانی کے تمام اصولوں کا حامل ہے۔ فلسفہ اور سائنس کی کتاب نہیں لیکن اس نے فلسفہ اور سائنس کی کتب کے لیے بنیادی اصول اس طرح بیان کیے کہ آنے والی صدیوں میں بھی تحقیق کے لیے بیش بہا مواد اس میں اب بھی موجود ہے جو کائنات کے نہاں رازوں کو افشا کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مستشرقین کی، وہ کسی بھی زمانے سے تعلق رکھتے ہوں، کسی نہ کسی صورت میں اس کتابِ ہدایت کے نزول اور متن کے حوالے سے شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مقالہ ہذا میں عصر حاضر کے نامور مستشرق کریگ کونسڈائن کے قرآن مجید کے بابت افکار و نظریات کو زیر بحث لایا جائے گا۔

کریگ کونسیڈائن کا تعارف

کریگ کونسڈائن (Craig Considine) کا اصل نام کریگ مائیکل کونسڈائن ہے۔ کریگ امریکہ میں 1985 میں پیدا ہوئے۔ آئرش اطالوی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ کریگ نے ابتدائی تعلیم 2003 میں نیدھام ہائی سکول سے مکمل کی۔ کریگ نے گریجویشن بین الاقوامی تعلقات میں امریکی یونیورسٹی سے کیا۔ رائل ہولوے یونیورسٹی آف لندن سے بین الاقوامی تعلقات میں ایم ایس سی کی ڈگری حاصل کی اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری ٹرائینٹی کالج ڈبلن، آئرلینڈ سے 2015 میں علم سماجیات میں حاصل کی۔

کریگ کونسیڈائن کا اسلوبِ بیان

کونسیڈائن نے اپنی کتاب Humanity of Muhammad کے اسباب تالیف میں یہ بات بیان کی ہے کہ حضرت محمد

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بارے میں تعلیم حاصل کرنے اور کتب میں نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے عیسائیوں کے ساتھ باہمی تعلقات کے بارے میں تحاریر کے باعث اس کو اسلامی مناظر کا طنزیہ خطاب بھی دیا گیا ہے۔ کریگ اپنی کتب میں ایک مناظر کا سا اسلوب اختیار کرتے ہوئے تقریباً ہر بات کی تردید یا تلقین کے لیے بیشتر مغربی اور مشرقی علماء کے دلائل کو پیش کرتا ہے اور جہاں ضرورت محسوس کرتا ہے وہاں اصطلاحات کا معنیٰ و مفہوم بیان کر کے اپنے نقطہ نظر کو مزید واضح کرتا ہے۔ کریگ کونسٹڈائن نزول قرآن کے بارے میں اتنی دلچسپی کا اظہار کرتا ہے کہ نزول وحی کے مقام، فرشتہ وحی اور بعثتِ نبوی کے تمام حالات تفصیلاً بیان کرتا ہے۔ آئندہ سطور میں کچھ مظاہر پیش کیے جاتے ہیں۔

مقام وحی (غار حرا)

کریگ اولین وحی الٰہی کے مقام نزول کی اہمیت کے پیش نظر غار کا حدود اربعہ تحریر کرتا ہے کہ یہ غار جبل نور کے تقریباً سب سے بالائی حصے یعنی چوٹی پر واقع ہے۔ وہ اس غار کی لمبائی اور چوڑائی بھی بیان کرتا ہے کہ غار کی لمبائی تقریبا ساڑھے چار گز اور چوڑائی تقریبا ڈیڑھ گز ہے۔

لیلۃ القدر

حضرت محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب چالیس سال کے ہوئے تو معاصر لوگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ وہ اس غار میں غور و فکر کی غرض سے اکثر مصروف رہتے تھے۔ یہاں پہ لیلۃ القدر کے لیے انگریزی الفاظ The night of destiny استعمال کرتا ہے جو کہ رمضان کی ایک رات کو پیش آئی۔ لیلۃ القدر کی اہمیت کی وجہ وہ فرشتہ جبرائیل علیہ السلام کی آمد کو معجزہ قرار دیتا ہے۔

فرشتہ وحی

حضرت جبرائیل علیہ السلام سے متعلق جامع الصحیح کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام چوبیس ہزار مرتبہ حضور کے پاس آئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس 10 بار اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیالیس مرتبہ، حضرت موسیٰ کے پاس 400 مرتبہ تشریف لائے۔ اس حدیث کا حوالہ مکمل درج کرنے کے بجائے "Pirzada,bukhari,1" کے الفاظ بطور حوالہ تحریر کردہ ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تشریف آوری

کریگ کے مطابق حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تشریف آوری کے وقت حضور یا تو سو رہے تھے یا پھر گہرے غور و خوض میں مصروف تھے۔ محمد عربی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی موجودگی سے حیران تھے پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کو اتنی زور سے بھینچا کہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے جسم سے سارا سانس نچوڑ لیا۔

اولین وحی سے متعلق مستشرقین کے خیالات

کریگ کونسٹڈائن اپنی ذاتی رائے کی بجائے moment of terror کریگ، کیرن آرم اسٹرانگ کے بیان کا سہارا لیتا ہے۔ حضورِ اقدس صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس وقت بس اتنا سمجھ پائے کہ ان پر ایک جن نے حملہ کر دیا ہے جو ان آتشی ارواح میں سے ہے جو عرب کے میدانوں کو آسیب زدہ کرتی ہیں اور اکثر مسافروں کو راہ راست سے بھٹکاتی تھیں۔ جنات نے عرب کے موسیقاروں اور کاہنوں کو بھی متاثر کیا۔ ایک شاعر نے اپنے شاعرانہ انداز میں اسے ایک تشدد آمیز حملہ قرار دیا۔

محمد ﷺ کا ذاتی جن ان کے سامنے بنا اطلاع کے ظاہر ہوا۔[2]

کریگ وحی اوّل کا پورا قصہ بیان کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ کو اسلامی وحی کا اقرار کرنے والی پہلی شخصیت کے طور پر مانتا ہے۔

ورقہ بن نوفل کا تعارف اور آپ ﷺ سے ملاقات

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو تسلی دینے کے لیے اپنے چچا ورقا بن نوفل کے پاس لے آئیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ کو امید تھی کہ وہ ضرور حضور ﷺ کے ساتھ حضرت جبریل علیہ السلام کی ملاقات کے بارے میں کچھ نہ کچھ علم رکھتے ہوں گے۔ نزول قرآن کے معاملے میں کریگ ورقہ بن نوفل کو خاص اہمیت دیتا ہے اور تقریباً پورا باب ان کے مذہب اور دیگر معاملات کے بارے میں وقف کرتا ہے۔ اس کے مطابق ابن نوفل، عبد المطلب کے دور کے چچازاد تھے اور مکہ کے عیسائیوں کے رہنما تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ کی ابن نوفل سے ملاقات کے بارے میں کریگ، مارٹن لنگ کی کتاب "محمد ﷺ" سے اقتباس پیش کرتے ہوئے تمام واقعات کو بیان کرتا ہے:

> Listen to the story of your nephew, my cousin! Ibn Nawfal proceeded to ask Muhammad: "My nephew! What have you seen?" Muhammad then explained his encounter with the Angel Gabriel, to which Ibn Nawfal responded: ... If you have spoken the truth to me... there has come Holy! Holy! to [Muhammad] the great divinity who came to Moses aforetime, and... This is the same angel who lo, he is the prophet of the people keeps the secrets whom God had sent to Moses. I wish I were young and could live up to the time when your people would turn on you. Ibn Nawfal concluded by saying: “This is the Law that was revealed to Moses." In uttering these words, Ibn Nawfal is considered to be the "second witness" of Muhammad's claims to prophethood.[3]

> تم اپنے بھتیجے، یعنی میرے چچازاد، کی بات سنو! اس پر ابن نوفل نے محمد ﷺ سے پوچھا: اے میرے بھتیجے! تم نے کیا دیکھا ہے؟ چنانچہ محمد ﷺ نے فرشتہ جبرائیلؑ سے اپنی ملاقات کی تفصیل بیان کی۔ اس پر ابن نوفل نے کہا: اگر تم نے مجھ سے سچ کہا ہے تو یقیناً تمہارے پاس وہی پاک اور مقدس ہستی آئی ہے جو اس سے پہلے موسیٰؑ کے پاس آتی تھی۔ یہ وہی فرشتہ ہے جو رازوں کا امین ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کی طرف بھیجا تھا۔ کاش میں اس وقت جوان ہوتا اور اس زمانے تک زندہ رہتا جب تمہاری قوم تمہارے خلاف کھڑی ہو جائے گی۔ آخر میں ابن نوفل نے کہا: یہی وہ شریعت (ناموس) ہے جو موسیٰؑ پر نازل کی گئی تھی۔ ان الفاظ کے کہنے کے ساتھ ابن نوفل کو رسول اللہ ﷺ کے دعوائے نبوت پر دوسرا گواہ قرار دیا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ اور انجیل کی تعلیم

کریگ شک ظاہر کرتا ہے کہ کیا ابن نوفل نے نبی آخر الزماں ﷺ کو توحید کی تعلیم دی یا اس کے بارے میں رہنمائی کی؟ علماء عمومی طور پر اس بات پر متفق ہیں کہ حضور ﷺ کا لیلۃ القدر سے قبل کا عیسائیت کے بابت تمام علم زبانی ہی تھا یعنی انہوں نے اس کو انجیل کو پڑھ کر یا اس کو سیکھ کر حاصل نہ کیا تھا کیونکہ انجیل کا 610 میں کوئی بھی نسخہ موجود نہ تھا قرآن میں کسی بھی جگہ پر یہ بات لکھی ہوئی نہیں ملتی کہ محمد ﷺ انجیل پر یقین رکھتے تھے اس کے باوجود ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ انجیل پر یقین رکھے۔ اس

بات کے حق میں قرآن کی کچھ آیات کا حوالہ دیتا ہے لیکن آیات کا عربی متن درج نہیں کرتا۔ مثال کے طور پر سورۃ البقرہ کی آیت 285 کا حوالہ دیتا ہے:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ڭ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔ [4]

رسول نے مان لیا جو کچھ اس پر اس کی طرف سے اترا ہے اور مسلمانوں نے بھی مان لیا، سب نے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو مان لیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے، اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور مان لیا، اے ہمارے رب تیری بخشش چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

سورۃ النساء کی آیت نمبر 136 میں ارشادِ ربانی ہے کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭوَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۔[5]

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور اس کتاب پر جو پہلے نازل کی گئی اور جو کوئی انکار کرے، اللّٰہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کے رسولوں کا اور قیامت کے دن کا تو پس وہ شخص بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

اسی طرح سورۃ الانعام کی آیت نمبر 92 کا بھی ترجمہ تحریر کیا گیا ہے۔ آیت یوں ہے:

وَهٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۭوَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ۔[6]

اور یہ کتاب جسے ہم نے اتارا ہے برکت والی ہے۔ ان (کتابوں) کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں تاکہ تو ڈرائے مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہی اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہی اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

کریگ اس بات کا بھی شک ظاہر کرتا ہے ابن نوفل نے عبرانیوں کی انجیل سے جو کہ ایک مشتبہ متن ہے، محمد عربی ﷺ کو توحید کی تعلیم دی ہو۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لیے وہ صحیح بخاری کی حدیث نمبر 4953 کا حوالہ دیتا ہے جو کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے۔ مذکورہ حدیث میں ابن نوفل کے عربی لکھنے کا ذکر ملتا ہے۔ روایت کا مفہوم ہے کہ ورقہ بن نوفل خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا اور آپ ﷺ کے والد کے بھائی تھے۔ وہ زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور عربی لکھ لیا کرتے تھے جس طرح اللہ نے چاہا ،انھوں نے انجیل بھی عربی میں لکھی تھی۔[7] کریگ ابن نوفل کے بارے میں یہ بھی لکھتا ہے کہ کچھ علماء کا دعویٰ کہ لیلۃ القدر کے بعد حضرت محمد ﷺ کی ابن نوفل سے ملاقات کو حضرت محمد ﷺ کے ایک توحید پرست نبی ہونے کے دعوؤں کو جائز قرار دینے کے لیے تشکیل دیا گیا ہے۔

ورقہ بن نوفل کا مذہب

سڈنی ایچ گریفینتھ کا کہنا ہے کہ ابن نوفل کے ساتھ ملاقات سچ ہے یا جھوٹ، یہ معاملہ ایک طرف لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ابن نوفل ایک عیسائی تھے اور یہودی اور عیسائی شریعت جاننے والے تھے۔ علماء ابن نوفل کو یہودی عیسائی بھی کہتے

ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھائی، حضرت یعقوب علیہ السلام یہودیوں کے پہلے رہنما تھے۔[8] یہودی عیسائی کی اصطلاح علماء ان عیسائیوں کے لیے استعمال کرتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح سمجھتے تھے لیکن ان کو اللہ کا بیٹا نہیں مانتے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے توحیدی ایمان کی تبلیغ کی جو غالباً حضرت عیسیٰ کے اللہ کا بیٹا ہونے کے بارے میں نہ تھا۔ یہودی عیسائی یہودی عقیدے کے پیروکار تھے اور یہودی شریعت پر عمل پیرا تھے۔

کریگ اپنی کتاب میں ابن نوفل کے مذہب کے بارے میں بہت سے شکوک و شبہات کا شکار ہے اور علماء کے مطابق کبھی اس کو عیسائی، کبھی عیسائی یہودی قرار دیتے ہوئے ابن نوفل کو عیسائی یہودی مذہب کے مختلف فرقوں سے بھی منسلک کرتا ہے اور اس بات کا بھی امکان ظاہر کرتا ہے کہ کچھ علماء ابن نوفل کو عیسائی نہ سمجھتے ہوئے ایک ایمان والا یعنی مومن قرار دیتے تھے جس کے لیے قرآن میں حنیف کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ حنیف سے مراد ایک ایسا شخص ہے جس نے بتوں اور دیگر مظاہر قدرت کی پوجا اور پرستش کو ترک کر دیا ہو اور ایک خدا کی عبادت کو اختیار کر لیا ہو۔ حضرت محمد ﷺ کو بھی اپنے بچپن اور نوجوانی کی عمر میں حنیف کے طور پر جانا جاتا تھا جس کا مطلب ہے سچا ماننے والا اور اس کی جمع ہے حنفاء[9]۔

قرآن مجید کے تعارفی مباحث

کریگ قرآن کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے کہ لیلۃ القدر کی روشنی میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے خدا کی طرف سے وحی لانے کے سلسلے کا آغاز ہوا جس پر سارا قران محیط ہے۔ مولانا صدیقی کی کتاب کے مطابق اسلامی روایات میں وحی خدائی عمل ہے جو لوگوں میں ان کی ذات اور دنیا کے ساتھ ان کے تعلقات کی بابت ایک نیا شعور جگاتا ہے[10]۔

قرآن کے نزول سے متعلق کریگ کچھ بنیادی باتیں بیان کرتا ہے مثلاً قرآن پاک، حضرت محمد ﷺ پر لیلۃ القدر میں ایک بار میں نہیں اتارا گیا بلکہ یہ مختلف مواقع کی مناسبت سے وقتاً فوقتاً اتارا جاتا تھا اور تقریباً 22 سال کی مدت میں مکمل نازل فرمایا گیا۔ یہاں کریگ قرآن کے نزول کی مدت میں فرق بیان کرتا ہے جو کہ مسلمانوں کے مطابق تقریباً 23 سال ہے۔ مصنف 22 سال کی مدت کو جنگ اور امن کے سالوں میں تقسیم کرتا ہے اور امن کی مدت 20 سال اور جنگ کی مدت دو سال بتاتا ہے۔ مسلمانوں کے قرآن کے بابت عقیدے کے بارے میں لکھتا ہے کہ قرآن خدا کا لفظی کلام ہے لہٰذا خدا قرآن کا مصنف ہے اور مسلمانوں کے اس عقیدے کی تائید بھی کرتا ہے کہ قرآن پاک مقدس کتاب ہے کیونکہ منزل من اللہ ہے اور خالص وحی الٰہی پر مشتمل ہے اور واضح کرتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ اس قرآن کے متن یعنی وحی خدا کے مصنف نہیں ہیں بلکہ وہ صرف خدا کے رسول ہیں، جنہوں نے وحی خدا کو قرآن کی صورت میں دنیا تک پہنچایا۔ قرآن کے اس مقدس متن کو 114 ابواب میں تقسیم کیا جاتا ہے جن کو سورتوں کا نام دیا جاتا ہے[11]۔

قرآن کریم معجزہ خداوندی

قرآن حضرت محمد نبی کریم ﷺ کے ساتھ منسوب شدہ معجزہ ہے اور اس معجزے کے باعث حضرت محمد ﷺ، قرآن میں معجزہ کار پکارے جانے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ممتاز قرار پائے۔ کریگ حضرت محمد ﷺ کا حضرت عیسیٰ کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے حضرت محمد ﷺ کی ممتاز حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے بائبل کے متن کے بارے میں مسلمانوں کے عدم اعتماد کا ذکر کرتا ہے کہ کچھ مسلمان غالباً یہ سمجھتے ہیں کہ بائبل میں نقائص اور غلطیاں موجود ہیں۔ پھر حمایتی طور پر دلیل دیتا ہے کہ عہد نامہ جدید کی کتابیں چونکہ وقت کے ساتھ خراب ہو گئیں اور پھر انہیں ملا کر ایک کتاب کی شکل میں مرتب کر لیا گیا اس دلیل کے ساتھ ہی وہ مسلمانوں کے قرآن کے لاریب بے مثال ہونے کے دعوے کے بارے میں سوال اٹھاتا ہے۔

Hence why some Muslims point to the so-called validity of the Quran. This is the most honored, matchless book. There is no doubt about it.[12]

اسی وجہ سے بعض مسلمان قرآنِ مجید کی حقانیت اور صداقت کی طرف استدلال کرتے ہیں۔ یہ وہ باعزت، بے مثال اور یکتا کتاب ہے، جس کے بارے میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں۔

حضور کی خواندگی کی بابت اعتراض

کریگ سوال اٹھاتا ہے کہ محمد ﷺ جن کے بارے میں تمام تاریخی روایات اور کتب سیرت دعویٰ کرتی ہیں کہ وہ پڑھ لکھ نہیں سکتے تھے۔ وہ قرآن کے پیغمبر کیسے ہو سکتے ہیں؟ کیونکہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے کامل اور درست اور متن کے لحاظ سے شعری خصوصیات کی حامل ہے اور اسلامی ذرائع نبی آخر الزماں ﷺ کو ایک ناخواندہ شخص کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اب کریگ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ دیگر علماء نے حضرت محمد عربی ﷺ کے خواندہ ہونے کا دعوی کیا ہے۔ جان کول کا قول لکھتا ہے کہ حضور ﷺ کو اسلامی علماء نے روایتی طور پر ناخواندہ اس لیے کہا ہے تاکہ مباحثین کے ان الزامات سے حضرت محمد ﷺ کو محفوظ رکھا جا سکے کہ حضرت محمد ﷺ نے انجیل یا دیگر کتب سے علم حاصل کیا۔ روایات پر نظر ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ طویل فاصلے کے سفر کرنے والے تاجر تھے۔ باقاعدگی سے دمشق تک تجارت کرتے تھے اور طویل فاصلے پر تجارت کے مقصد کے لیے جانے والے پڑھے لکھے ضرور ہوتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ حضرت محمد ﷺ بھی عربی، آرمائی اور یونانی زبان جانتے تھے [13]۔

قرآن میں انجیل، یہودی روایات اور کلاسیکی یونانی خیالات کا علم ظاہر ہوتا ہے۔ کول کا یہ فرضیہ اس روایتی دعوے کو چیلنج کرتا ہے کہ حضور ﷺ وہ نبی ہیں جنہوں نے وحی الٰہی کو اس کی اصل حالت میں اور مکمل طور پر پہنچایا۔ جب بھی کسی نے نبی کریم ﷺ اور ان کے اوپر نازل ہونے والی وحی کو بدنام کرنے کی کوشش کی تو مسلمانوں نے اسلام کا دفاع کرتے ہوئے اسی تصور پر انحصار کیا[14]۔

حضور ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تقابل

وحی الٰہی کے آنے کے بعد لوگوں کے رد عمل کا ذکر کرتے ہوئے حضرت محمد ﷺ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ موازنہ کرتا ہے اور بروس فائلر کی کتاب "ابراہیم" کے حوالے سے لکھتا ہے کہ مسیح کی طرح حضرت محمد ﷺ نے بھی اپنے پیغامات اور تعلیمات کے باعث لوگوں میں تنازعہ پیدا کر دیا [15]۔ مکہ کے لوگوں میں حضور نبی کریم ﷺ نے وحی الٰہی کا پرچار کیا تو انہوں نے حضور ﷺ کو خطرناک آدمی قرار دیا۔ حضور ﷺ پہلے کچھ عرصے تک وحی الٰہی کی تبلیغ صرف اپنے قریبی دوستوں خاندان کے لوگوں میں چھپ چھپ کر کیا کرتے۔ عوامی سطح پر حضرت محمد ﷺ نے کعبہ میں پوجے جانے والے تمام بتوں کو جھوٹا قرار دیا تھا۔ اسی وجہ سے یعنی اپنی تعلیمات کو عوامی بنانے کے باعث حضرت محمد ﷺ، حضرت عیسیٰ کے مشابہ ہو گئے جیسا کہ عہد نامہء جدید میں بیان کیا گیا۔

کریگ کے مطابق قرآن اپنے پڑھنے والوں کو اس بات کی خبر دیتا ہے کہ محمد ﷺ پر جو وحی نازل کی جاتی، اسی قسم کی وحی حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام پر بھی نازل کی جاتی تھی۔ اس بات کے لیے قرآن کی سورت حٰم السجدۃ کی اس آیت کا ترجمہ بھی نقل کرتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ

الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ۔[16]

بے شک جن لوگوں نے کہا، ہمارا پروردگار اللہ ہے اور پھر اسی پر قائم رہے ان کے ساتھ ان کے پاس فرشتے یہ کہتے ہوئے آتے ہیں کہ کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو بلکہ اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ کیے گئے ہو۔

قرآن اور اہلِ کتاب

اہل کتاب کے حوالے سے قرآن ایک جامع نظریہ پیش کرتا ہے قرآن پاک میں سورہ آل عمران کی آیت نمبر 110 کا حوالہ دیتے ہوئے کریگ لکھتا ہے ان آیات میں جن اہل کتاب کو فاسق کہا گیا ہے وہ بحیرہ، نیسطور، ابن نوفل اور دیگر حنفاء ہیں جن کے ساتھ محمد ﷺ نزول وحی سے قبل ملتے رہے۔ کریگ کے مطابق مسلمان اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن میں یہودیت اور عیسائیت کی توحیدی روایات کو بیان کیا گیا ہے۔ قرآن عہد نامہ قدیم اور جدید میں بیان کردہ سچائیوں کو مزید پختہ کرتا ہے۔

نتائج بحث

زیرِ نظر مقالہ کے تحقیقی نتائج حسب ذیل ہیں:

- مشہور معاصر مستشرق کریگ خود کو مسلمانوں کے حق میں ایک مناظر کے طور پر متعارف کرانا چاہتا ہے مگر اکثر مقامات پر وہ مسیحیت کا واضح طرفدار نظر آتا ہے۔
- دیگر متقدم مستشرقین کی تحقیق پر بھروسہ کرتا ہے اور انہی سے اخذ شدہ روایت کرتا ہے جن سے دیگر مستشرقین نے استفادہ کیا۔
- رسول اکرم ﷺ کے مقابلے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا قائل نظر آتا ہے۔
- موصوف جب بھی نبی کریم ﷺ اور حضرت عیسیٰ کا ذکر کرتا ہے حضرت عیسیٰ کا نام پہلے لیتا ہے۔
- قرآن مجید اور انجیل میں مماثلت قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔
- آیات کا انگریزی ترجمہ تحریر کرتا ہے اور متن تحریر کرنے سے گریز کرتا ہے۔

References

1 Al-Qurʾān 59:21.

2 Talk of the Nation, "Armstrong: *'Muhammad: A Prophet of Our Time'*," *National Public Radio*, 28 November 2006, accessed on 21 January 2021, https://www.npr.org/templates/story/story.php?storyId=6549530.

3 Considine, Craig, *People of the Book* (London: Hurst and Co. Publishers Ltd, 2021), P. 15

4 Al-Qurʾān 2:185.

5 Al-Qurʾān 4:136

6 Al-Qurʾān 6:92.

7 Al-Bukhārī, Muḥammad Bin Ismā'il, Ṣaḥīḥ Bukhārī, (Riyadh: Dār as Salām, 2014), Kitāb Tafsīr al Qur'ān, Bāb: Ḥadīth No. 4953

8 Considine, *People of the Book*, P. 19.

9 Ibid., P. 22.

10 Siddiquee, Mona, *Christians, Muslims and Jesus* (New Haven and London: Yale University Press, 2015), P. 9.

11 Considine, *People of the Book*, P. 22.

12 Ibid., P. 26.

13 Cole, Juan, "Muhammad and Islamic Peace Studies: Interview with Juan Cole," *Informed Consent*, 29 August 2018, http://www.juancole.com/2018/08/muhammad-islamic-interview.html.

14 Sebastian, Gunther, "Muhammad the Illiterate Prophet: An Islamic Creed in Qurʾān and Qurʾānic Exegesis," *Journal of Qurʾānic Studies* 4, no. 1 (2002): 1–26.

15 Feiler, Bruce, *Abraham* (New York: HarperCollins Publishers, USA), P. 167.

16 Al-Qurʾān 30:41.